إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

رسالہ

جنازۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جنازے میں تمام مہاجرین وانصار کی شمولیت
روایات صحیحہ سے ثابت کی گئی ہے۔

مصنفہ
مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ
ساکن تونسہ شریف، ضلع ڈیرہ غازی خان

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

رسالہ

جنازۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں،

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جنازے میں تمام مہاجرینؓ انصار کی شمولیتؓ
روایاتِ صحیحہ سے ثابت کی گئی ہے ۞

مصنّفہ

مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل خاتم الانبیاء وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الاتقیاء۔ امّا بعد:

جاں نثاری اور محبت کی داستانیں دنیا کی تاریخ میں عجیب غریب ملتی ہیں مگر جو عشق و محبت کا کمال شاگردانِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ میں جاگزیں و دل نشیں ہوا اس کی نظیر و مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ وہ لوگ اپنی جان و مال، عزیز و اقارب، دوست احباب، گھر بار سب کچھ عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قربان کرنے کے لیے ہر وقت مضطرب و بے قرار رہتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر گردنیں کٹوانے کو فخر و عزت سمجھا۔ حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے، بیوی بچے، جان و مال، گھر بار دینے سے دریغ و گریز نہ کیا۔ جہاں صحابہ کرامؓ کو خطرہ ہوا کہ دشمنوں کی طرف سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا چبھے گا وہاں اپنی گردنیں اور سر کٹوا دیے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا نہ چبھنے دیا۔ ہر مشکل سے مشکل گھڑی میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہے، کسی وقت بھی آپؐ کا مبارک و مقدس دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، تو ایسے جاں نثار و وفادار

لوگوں کے متعلق اس قسم کا گمان و وہم کیا جا سکتا ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ نے جن کی جا بجا قرآن مجید میں تعریف و توصیف کی گئی ہے اخیر وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے تک کو ترک کر دیا۔ العیاذ باللہ

سادہ لوح مسلمانوں میں اس قسم کا مکروہ پروپیگنڈہ اور بے بنیاد چرچا بعض خود غرض لوگ پھیلا کر ان کو پیشوایانِ دین و ائمہ ہدیٰ و نجوم ہدایت کے حق میں بدظنی و بدگوئی پر آمادہ کر کے ان کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور ان کے دین و ایمان اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے پیشِ نظر کتبِ معتبرہ سے ایسے حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے آپؐ کے جنازۂ مبارک میں شرکت و شمولیت کا شرف حاصل کیا اور یہ ان محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح بہتان اور جھوٹ ہے کہ ان حضرات نے حصولِ خلافت و حکومت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ چھوڑ دیا۔ حالانکہ کتب معتبرۂ اہل سنت و شیعہ سے صاف اور صریح طور پر ثابت ہے کہ تمام مہاجرین، تمام انصار اہل مدینہ و اطرافِ مدینہ کے مردوں عورتوں، بوڑھوں بچوں سب نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارکہ میں شرکت کی۔

لما كفن رسول الله
صلى الله عليه وسلم و
وضع على سريره دخل
ابوبكر و عمر فقالا:
السلام عليك ايها النبي
ورحمة الله وبركاته و
معهما نفر من المهاجرين و
الانصار قدر ما يسع
البيت فسلموا كما سلم
ابوبكر و عمر و صفوا
صفوفا لا يؤمهم عليه
احد فقال ابوبكر و
عمر وهما في الصف الاول
حيال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اللهم
انا نشهد انه قد
بلغ ما انزل اليه
الخ.........
ثم يخرجون و يدخل

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کفن مبارک پہنا کر چارپائی پر رکھا
گیا تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ
حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور
السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و
برکاتہ پڑھا اور ان دونوں حضرات
کے ساتھ اتنے مہاجرین و انصار
بھی داخل ہوئے جتنے کہ حجرۂ
مبارکہ میں سما سکتے تھے۔ ان
سب نے صدیقؓ و فاروقؓ کی طرح
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام
پڑھا اور صفیں باندھیں اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے
پر امام کوئی نہ تھا اور ابوبکرؓ و
عمرؓ پہلی صف میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے بالکل سامنے
کھڑے ہوئے پڑھ رہے تھے
اللہم انا نشہد الخ.......
پھر اسی طرح باقی لوگ جنازہ کے لیے

اخرون حتی صلوا علیہ الرجال ثم النساء ثم الصبیان فلما فرغوا من الصلوۃ تکلموا فی موضع قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(البدایہ والنہایہ مصنفہ علامہ ابن کثیر جلد خامس فصل کیفیۃ الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۶۵)

حجرۂ مبارکہ سے نکلتے اور داخل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ پر مردوں نے جنازہ پڑھ لیا، پھر عورتوں نے پھر بچوں نے پڑھا۔ پس جب سب لوگ جنازہ سے فارغ ہوگئے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ قبر مبارک کے متعلق بات چیت کی۔

بعینہٖ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارک کی یہی کیفیت طبقات ابن سعد جزء پنجم ص۲۹ ذکر الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکور و ثابت ہے۔

نیز سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص۳۹۴ پر یہ عبارت بعینہٖ موجود ہے۔

(۲) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حیات القلوب ج ۲ ص۶۶۴ پر ہے:

شیخ طبری از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ دہ نفر داخل مے شدند و چنیں بر آں حضرت نماز

شیخ طبری نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوتے تھے اور اس طرح (صلوٰۃ وسلام پڑھ کر)

بے کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و در روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ مرد و زن از اہل مدینہ و اہلِ اطرافِ مدینہ ہمہ بر آں جناب چنیں نماز کردند۔

آں حضرتؐ پر نماز جنازہ ادا کرتے رہے بغیر کسی امام کے سوموار کے دن اور منگل کی رات صبح تک اور منگل کے دن شام تک، یہاں تک کہ سب چھوٹے بڑے مرد و عورت مدینہ اور اطرافِ مدینہ کے لوگوں نے اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ ادا کی۔

(۳) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حق الیقین فارسی ج ۱ ص ۱۳۲ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کے متعلق مرقوم ہے :۔

وایشاں صلوٰۃ می فرستادند و می رفتند تا آنکہ مہاجران و انصار داخل شدند و صلوات فرستادند۔

اور یہ لوگ صلوٰۃ (درود و سلام) پڑھتے اور حجرۂ مبارکہ سے نکلتے رہے حتیٰ کہ مہاجرین اور انصار داخل ہوئے اور صلوٰۃ و سلام پڑھا۔

(۴) اصول کافی شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب کے ص ۲۹۶ پر مرقوم ہے :۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا جب جناب رسول اللہ

علیہ وسلم صلت علیہ	صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو
الملائکۃ والمہاجرون	آپ پر ملائکہ اور تمام مہاجرینؓ
والانصار فوجا	انصار نے گروہ در گروہ (صلوٰۃ
فوجا۔	وسلام) پڑھا۔

(۵) مرآۃ العقول شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کی جلد اول ص۳۶۱ پر مرقوم ہے ۔ ۔ ۔ کہ دس دس مہاجرین اور انصار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ (صلوٰۃ وسلام) پڑھتے تھے اور باہر آتے تھے۔

حتی لم یبق احد من	یہاں تک کہ مہاجرین و انصار
المہاجرین والانصار الا	میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہ
صلی علیہ۔	گیا کہ جس نے آں حضرت صلی اللہ
	علیہ وسلم کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔

ایسی واضح اور صریح روایات کے باوجود نہایت ہی حیرت کا مقام ہے کہ کس طرح صحابہ کرامؓ کی وفادار و جاں نثار جماعت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر حاضر نہ تھے۔

(۶) شیعہ کی کتاب حیات القلوب ج۲ ص۶۶۴ پر ہے:۔

وکلینی بسند معتبر از امام	کلینی نے نہایت معتبر سند
محمد باقر روایت کردہ	کے ساتھ امام محمد باقر سے
است کہ چوں حضرت	روایت نقل کی کہ جب حضرت

رسالتؐ رحلت فرمود
نماز کردند بر وے جمیع ملائکہ
و مہاجران و انصار فوج
فوج۔

رسالتؐ نے رحلت فرمائی
تو آپؐ کی نماز جنازہ سب
فرشتوں اور مہاجروں اور
انصار نے فوج فوج ہو کر پڑھی

(۷) ضمیمہ جات مقبول ترجمہ صفحہ ۵۴ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کے متعلق لکھا ہے:۔

"جناب سردار دو عالمؐ نے وفات پائی تو جوق در جوق مہاجرین و انصار اور ملائکہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔

(۸) شیعہ کی معتبر تفسیر صافی کے صفحہ ۴۲۶ پر امام محمد باقرؒ کا فرمان مذکور ہے:۔

لما قبض النبی صلّت
علیہ الملائکۃ و
المہاجرون والانصار
فوجا فوجا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
رحلت کے بعد فرشتوں اور مہاجرین
و انصار نے فوج فوج ہو کر آپؐ پر نماز
جنازہ (صلوٰۃ وسلام) پڑھی۔

(۹) حیات القلوب ج۲ صفحہ ۶۶۴ پر مہاجرین و انصار کے متعلق لکھا ہے ثابت ہے کہ یہ سب حضرات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شامل ہوئے۔

وایشاں برآں جناب صلوٰۃ
مے فرستادند و بیروں مے رفتند

اور یہ لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر صلوٰۃ بھیجتے اور حجرۂ مبارکہ سے

تا آنکہ ہمہ مہاجران و انصار چنیں کردند۔

باہر نکلتے تھے یہاں تک کہ سب کے سب مہاجرین و انصار نے اس طرح جنازہ پڑھ لیا۔

(۱۰) احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف ص۵۲ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں انصار و مہاجرین کی شرکت کے متعلق مرقوم ہے:۔

ثم ادخل عشرۃ من المہاجرین وعشرۃ من الانصار فیصلون ویخرجون حتی لم یبق من المہاجرین والانصار الا صلی علیہ۔

پھر حضرت علیؓ دس دس مہاجرین اور انصار کو حجرۂ مبارکہ میں جنازہ کے لیے داخل کرتے رہے پس وہ لوگ نماز جنازہ پڑھتے اور نکلتے رہے۔ یہاں تک کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایسا نہ رہا جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔

(۱۱) شیعہ مجتہد علامہ باقر مجلسی نے اپنی مشہور کتاب جلاء العیون کے ص۳۶ پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں تمام مہاجرین و انصار مردوں عورتوں، چھوٹوں بڑوں، اہلِ مدینہ و اطرافِ مدینہ کی شمولیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

تا آنکہ خورد و بزرگ مرد و زن اہل مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ برآں حضرت چنیں نماز کردند و کلینی بسند معتبر از حضرت امام

یہاں تک کہ چھوٹے بڑے مردوں عورتوں سب اہل مدینہ اور اطراف مدینہ نے آں حضرت پر اس طرح نماز جنازہ ادا کی

محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسالت رحلت فرمودند نماز کردند بروجمیع ملائکہ و مہاجرو انصار فوج فوج۔

اور کلینی نے امام محمد باقرؒ سے نہایت معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو آپؐ پر تمام ملائکہ اور مہاجرینؓ و انصار نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔

اہل سنت اور شیعہ حضرات کی اس قدر واضح اور معتبر روایات سے بخوبی ثابت ہے کہ مہاجرینؓ اور انصار سارے کے سارے حتیٰ کہ ان کے بیوی بچے تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ مبارک میں شریک ہوئے کوئی بھی غیر حاضر اور اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ اب ایسی معتبر اور صحیح اور واضح روایات کی موجودگی میں تربیت یافتگان درس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و نجوم ہدایت و نمونہ اخلاق نبوت شاگردانِ رسولؐ صحابہ کرامؓ کے متعلق کیسے یہ فضول و بے حقیقت بات کہی اور سُنی جا سکتی ہے کہ جو حضرات سخت مشکل سے مشکل اوقات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار فدا اور قربان ہوتے رہے العیاذ باللہ انہوں نے اخیر وقت میں اُس محبوب ترین ہستی اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تک نہیں پڑھا۔

سوال: اگر تمام مہاجرین و انصار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر موجود تھے تو پھر آپؐ کا جنازہ دو دن تک کیوں رکھا رہا؟

جواب:۔ روایاتِ اہل سنت و شیعہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ چونکہ امام الانبیاء علیہم السلام کا جنازہ تھا۔ جس پر ہزاروں کی تعداد مردوں

عورتوں، بوڑھوں بچوں کی بوجہ اپنے عشق و محبت کے موجود تھی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ حجرۂ مبارکہ سے باہر نکالنا مصلحت نہ سمجھی گئی اس وجہ سے دس دس آدمی باری باری داخلِ حجرہ ہوتے رہے جس کے باعث ۲ دو دن تک تاخیر ہوئی۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون صفحہ ۳۶ اور حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۶۴ پر لکھا ہے:۔

از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ دہ نفر داخل مے شدند و بر آں حضرت نماز می کردند بے امامے در روز دو شنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ مرد و زن اہلِ مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ بر آنحضرت چنیں نماز کردند۔

حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوتے تھے اور امام کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتے تھے سوموار کے دن اور منگل کی رات صبح تک اور منگل کے دن شام تک جنازہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سب چھوٹے بڑے مردوں عورتوں اور اہل مدینہ و اطراف مدینہ سب لوگوں نے اسی طرح جنازہ پڑھا۔

اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ج ۵ صفحہ ۲۶۵ پر مرقوم ہے:۔

قد قیل انھم صلوا علیہ من بعد الزوال یوم الاثنین الی مثلہ من یوم الثلثاء۔

تحقیق بیان کیا گیا کہ لوگوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوموار کے دن کے بعد نماز جنازہ شروع کی اور اسی طرح منگل کے دن تک ادا کرتے رہے

یہ روایات واضح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام کے عشق و محبت
کی وجہ سے متواتر پورے دو دن رات صبح و شام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے جنازے پر مہاجرین و انصار کے مردوں عورتوں بچوں کا ازدحام رہا
جس کی وجہ سے جنازہ دو دن تک بصد مشکل پورا ہو سکا۔ مخفی نہ رہے کہ
اس دیر و تاخیر کے باعث عام اموات کی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسم اقدس و اطہر میں کسی قسم کے تغیر کا اندیشہ نہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام
کے اجسام مبارکہ تو قبروں میں قیامت تک محفوظ ہیں۔ قرآن مجید میں
موجود ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا وجود مسعود عبادت
خانہ میں بہت دنوں تک رہا۔ مگر کسی قسم کا ذرا بھی تغیر نہ ہوا۔

سوال :- حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض نے
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ سے پہلے حصول خلافت کا اہتمام
و انتظام کیوں کیا؟

جواب :- حضرت صدیق رض و فاروق رض کی طرف سے حصول خلافت
کا انتظام و اہتمام تو بجائے خود رہا ان حضرات کو حصول خلافت کا خیال
تک بھی نہ تھا اور پھر قدرتی طور پر خلافت کے حاصل ہو جانے کے باوجود
یہ حضرات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور جنازہ و دفن وغیرہ امور
میں مکمل اور پورے طور پر شامل اور شریک رہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال کے بعد صحابہ کرام کے
دل و دماغ پر اتنا صدمہ پڑا کہ بعض کہتے تھے حضور کا انتقال نہیں ہوا

بعض کہتے تھے کہ نزولِ وحی والی استغراقی حالت میں ہیں اور بعض حالت بےخودی میں کچھ بول نہ سکتے تھے۔ ادھر حضرت عمر فاروق رضؓ ہاتھ میں تلوار لے کر کہہ رہے تھے کہ جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہے کہ آپؐ فوت ہوگئے ہیں اس کا سر قلم کردوں گا تو اس عالمِ غم والم میں صدیق اکبرؓ نے وہ مشہور و معروف خطبہ دیا جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور رحلت کے مسئلہ کو سمجھایا جس سے حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ مغموم و اداس ہو کر مسجد نبوی میں بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں خبر ملی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار تقررِ خلیفہ کے سلسلے میں بات چیت کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ امتِ مسلمہ کو افتراق و اختلاف سے بچانے کی غرض سے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے مجمع میں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات تو صدمۂ فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مغموم و اداس مسجد نبوی میں بیٹھے تھے سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کا مجمع یا مسئلہ خلافت کا تذکرہ نہ جناب صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے انتظام و اہتمام سے ہوا اور نہ ان دونوں حضرات کے وہم و گمان میں یہ بات تھی۔ اتفاق قدرت سے ان حضرات کے پہنچنے کے بعد اس مجمع نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر باوجود ان کے انکار کرنے کے ان کی صحبت و خدمتِ قدیمہ اور رفاقتِ غار اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں اپنا قائم مقام بنا کر امامت نماز پر مقرر فرمانے کی وجہ سے بیعت کر لی۔ اس فیصلہ پر بیعت کے فوراً بعد اسی وقت یہ حضرات واپس مسجد نبوی میں پہنچے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

کی تجہیز و تکفین غسل و جنازہ وغیرہ تمام امور کا انتظام و اہتمام فرمایا۔ اور اس بیعتِ خلافت کے پہلے ہو جانے کی قدرتی طور پر کئی حکمتیں اور ضرورتیں تھیں۔ مثلاً اگر یہ بیعت نہ ہوتی تو خلافت کا انتظام بگڑ جاتا اور کوئی ایسا شخص خلیفہ منتخب ہو جاتا جس میں سیاسی قابلیت اور روحانی قوت اس درجہ کی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح ناممکن ہوتی اور جو فتنے ارتداد و منع زکوٰۃ وغیرہ کے پیش آئے ان میں دین اسلام کا باقی رہ جانا بظاہر ناممکن تھا۔

ایک بات یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین جیسے عظیم الشان کام کا بغیر کسی خلیفہ کی سرکردگی کے انجام پانا ہزاروں اختلافات کا سبب بنتا۔ مثلاً نمازِ جنازہ کے متعلق اختلاف ہوتا۔ کچھ لوگ جنازۂ مبارک کو حجرہ سے باہر لاکر نماز پڑھنا چاہتے اور اس میں جو قیامت برپا ہوتی ظاہر ہے۔ کوئی آپؐ کو دیکھنا چاہتا، کوئی روتا، کوئی بیہوش ہو جاتا، عورتوں اور بچوں کا بھی ہجوم ہوتا۔ پھر مقامِ دفن میں بھی اختلاف ہوتا کہ مکہ میں دفن کریں جو آپؐ کا مولد ہے یا شام میں جو حضرت خلیل اللہؑ کا مدفن ہے یا جنۃ البقیع میں۔ اگر کوئی خلیفہ نہ ہوتا تو ان اختلافات کا فیصلہ کون کرتا۔ اب چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہو گئے تھے لہذا انہوں نے سب امور کا فیصلہ کر دیا کہ نماز حجرۂ مبارکہ کے اندر ہوگی۔ دس دس آدمی جائیں اور نماز پڑھ کر آئیں اور تنہا تنہا پڑھیں، نبی کے جنازہ پر کوئی امام نہیں بن سکتا۔ حضور پر نورؐ خود امام ہیں اور مقامِ دفن کے متعلق

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اطہر جہاں قبض ہوئی وہی مقام دفن ہے۔ سب اختلافات بآسانی رفع ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جو نہ خلافت کے خیال میں تھے اور نہ کسی سعی و کوشش میں تھے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے وعدۂ قرآنی کو پورا فرماتے ہوئے تمام بنی ہاشم تمام مہاجرین و انصار کو اتقی امت، یارِ غار، صدیق باوقار کے ہاتھ پر متفق و متحد کر کے خلیفۂ بلافصل بنادیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس بیعتِ خلافت کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے اتنے تھوڑے سے وقت و وقفہ میں طے فرمادیا کہ خود شیعہ کی معتبر روایات میں ثابت ہے کہ حضرت علیؓ ابھی تک جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے کہ مہاجرین و انصار مسجد نبوی میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور دفن وغیرہ کے متعلق باہم مشورہ کر رہے تھے جس کی اطلاع حضرت عباسؓ نے آکر حضرت علیؓ کو دی چنانچہ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۶۴ پر حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے،

عباس بخدمت حضرت امیر المؤمنین آمد و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش بایستد و برآں حضرت نماز کند۔ ۔ ۔ ۔ الخ	کہ حضرت عباسؓ جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنۃ البقیع میں دفن کریں اور ابوبکرؓ حضورؐ کے جنازہ کا امام بنے۔

اور مرأۃ العقول جلد اول ص ۳۷۱ پر بھی اسی مضمون کی روایتیں موجود ہیں۔ نیز احتجاج

طبرسی صـ۴۲ پر مرقوم ہے۔ حضرت سلمان کہتے ہیں :-

وقلت لعلیؓ حین یغسل	میں نے حضرت علی کو اس وقت کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ان القوم فعلوا کذا وکذا	غسل دے رہے تھے کہ بتحقیق لوگوں نے
وان ابابکر الساعۃ لعلیٰ منبر	اس اس طرح کرلیا ہے اور اب ابوبکر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ہے

تو شیعہ مذہب کی ان معتبر روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اب تک غسلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار اور ابوبکر صدیقؓ جنازہ رسولؐ و کفن و دفن کا انتظام اور مشورہ کر رہے تھے حتیٰ کہ بعض لوگ ابوبکر صدیقؓ کو امام جنازہ بنانے کا باہم تذکرہ کر رہے تھے۔ غور کیجیے کہ حاضرینِ جنازۂ رسول تو جناب صدیق اکبرؓ کو امامِ جنازہ بنانے کا تذکرہ کر رہے ہیں لیکن چودہ سو برس بعد آنے والے کس جرأت و بے باکی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر صدیقِ اکبرؓ کی شمولیت کا انکار کرتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار ناظرینِ کرام! آپ پر بخوبی واضح ہوگیا کہ جناب صدیق اکبرؓ اور تمام صحابہ مہاجرین و انصار اور ان کے بیوی بچے سب کے سب جنازۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ تو صفِ اول میں حضور پرنورؐ کے جنازہ پر موجود و حاضر تھے۔ تو یہ کتنا صریح جھوٹ و بہتان ہے کہ یہ حضرات خلافت حاصل کرنے میں مشغول رہے اور جنازہ میں حاضر نہ ہوئے۔ اور یہ بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ تقدیمِ امرِ خلافت نہایت ضروری تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے وقت میں ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے مکمل فرما کر تمام صحابہؓ کی مقدس جماعت کو

تجہیز وتدفین اور جنازۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں شمولیت کا شرف بخشا۔ یہ حقیقت بھی مخفی نہ رہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ معتبر کتاب صحیح بخاری شریف میں ثابت ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک حجرۂ عائشہ صدیقہؓ میں داخل ہوئے اور:۔

فکشف عن وجہہ ثم اکب علیہ فقبلہ ثم بکی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور پھر غم سے آنسو بہائے۔

پھر وہاں سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور صحابہ کرامؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے متعلق اختلاف دیکھ کر یہ مشہور ومعروف خطبہ دیا..... فقال اما بعد فمن کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ عزوجل وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل...
..... الی..... الشکرین۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ)
بخاری شریف کی اس صحیح اور صاف صریح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر نہایت مغموم ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا

اور وفات کے متعلق اہم امور کا سمجھنا سمجھانا حضرت صدیق اکبرؓ نے کیا اور اس اثناء میں جناب ابوبکرؓ و عمرؓ اطلاع ملنے پر اتفاق و اتحادِ امت کی غرض سے مجمع انصار میں سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے اور تھوڑے سے وقت میں خلافت و بیعت کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے طے فرما دیا اور فوراً واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کفن و دفن اور جنازہ وغیرہ کا انتظام مکمل کیا جس کی تصریحات البدایۃ والنہایۃ[1]۔ طبقات ابن سعد[2] سیرت حلبیہ[3] وغیرہ کتب اہل سنت سے بڑھ کر شیعہ حضرات کی متعدد کتابیں کرتی ہیں کہ جس وقت حضرت علی المرتضیٰؓ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اس وقت صدیق اکبرؓ اور صحابہ کرامؓ سقیفہ سے واپس آکر مسجد نبوی میں موجود تھے جس کے متعلق شیعوں کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۶۶۴ و مرآۃ العقول ص ۳۷۱ و احتجاج طبرسی ص ۵۲ کے حوالجات گزر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۵۹ پر ہے:

قال سلمان فاتیت علیا علیہ السلام و هو یغسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ بما صنع الناس قلت ان ابابکر الساعۃ علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سلمان کہتے ہیں پس میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور وہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو میں نے خبر دی کہ لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا لیا ہے اور اب وہ منبر رسولؐ پر ہے۔

شیعہ مذہب کی یہ روایات نہایت ہی معتبر اور موثق ہیں۔ حیات القلوب میں تو روایت کی ابتدا ہی میں لکھا ہے :۔

کلینی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است الخ

تفسیر صافی اور احتجاج طبرسی اور مرآۃ العقول کی روایتوں میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ شیعہ مذہب کی یہ نہایت معتبر و مسلّمہ کتابیں ہیں جن پر سارے شیعہ مذہب کا دارومدار ہے۔ محمد بن یعقوب کلینی کی اصولِ کافی و فروعِ کافی تو ایسی کتابیں ہیں جن کے صفحۂ اول پر امام مہدی نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے :۔

قال امام العصر حجۃ اللہ المنتظر ھذا کاف لشیعتنا۔	امام مہدی نے فرمایا یہ کتابیں ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہیں۔

شاید اسی لیے ان کا نام بھی کافی رکھا گیا ہے۔

تو ایسی معتبر کتابوں کی روایت کے بعد کسی کو یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر ضعیف ہوتیں تو امام معصوم ان کو نکال دیتے نہ کہ ھذا کافٍ لشیعتنا فرماتے۔

بخاری شریف، البدایۃ والنہایۃ، طبقات ابن سعد، تاریخ و سیر کی دیگر کتب اہل سنت اور اہل تشیع کی اصول کافی و فروع کافی، مرآۃ العقول، احتجاج طبرسی، تفسیر صافی، حیات القلوب، جلاء العیون کی روایاتِ معتبرہ سے بخوبی حسب ذیل امور ثابت ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار مرد و زن

اہل مدینہ و اطراف مدینہ کے بوڑھوں، بچوں تک سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جنازے میں شامل ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت مغموم ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر بوسہ دیا اور اس وقت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجمع میں آکر مسجد نبوی میں مشہور و معروف خطبہ دیا اور اسی روز ان کے ہاتھ پر محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بیعت ہوئی اور جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بمعہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسجد نبوی میں موجود تھے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنازۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صف میں موجود تھے۔

ان صحیح اور معتبر روایات کی موجودگی میں اس قسم کی ضعیف و شاذ کوئی روایت کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے جس میں لکھا ہو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنازہ و دفن میں موجود نہ تھے۔ جیسے کہ کنز العمال کی روایت ہشام ابن عروہ سے نقل کی جاتی ہے کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد لوٹے، حالانکہ ہشام تو عروہ کا بیٹا ہے خود عروہ کی ولادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اخیر میں یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۵۹ تہذیب، ج ۷، ص ۱۸۳ و ص ۱۸۴ لہٰذا اس واقعہ میں خود عروہ کی موجودگی محال ہے چہ جائیکہ ہشام اس کا بیٹا موجود ہو۔ بہر حال یہ روایت منقطع اور غیر معتبر ہے جب کہ یہ

روایت اسناداً منقطع ہے اور متناً شاذ ہے تو روایات مسندہ صحیحہ کے مقابلہ میں مردود ہے۔

باقی صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین کی اُس روایت کے متعلق کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے مرض الموت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس روز وفات ہوئی تھی اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ جناب ابوبکر رضؓ کو کفن اور یوم وفات کا علم نہ تھا اس لیے کہ وہ موجود نہ تھے کیونکہ صحیح و صریح روایات سے ثابت ہوچکا ہے کہ اسی روز ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، اسی روز انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو بوسہ دیا، اسی روز خطبہ دے کر صحابہ کرام کو وفات رسول علیہ السلام کا مسئلہ سمجھایا اور امت کو انتشار و افتراق سے بچایا تو یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو وفات کے دن کا تو پورا پورا علم تھا۔ اب ابوبکر صدیق رضؓ کے اِس سوال کا مقصد اسی قسم کا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ یا قیامت میں عیسٰی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو)۔ یا جس طرح بخاری شریف جلد اول کتاب الحج باب خطبہ ایام منیٰ میں ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ سے سوال کیا:۔

ای یوم ھذا قالوا یوم حرام قال ای بلد ھذا قالوا بلد حرام قال ای شھر ھذا؟ قالوا شھر حرام

یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا یہ حرمت کا دن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ عرض کیا یہ شہرِ حرمت ہے۔ فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ عرض کیا یہ ماہِ حرمت ہے،

تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ سوالات بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسری حکمتوں اور مقاصد کے لیے ہیں اسی طرح جناب ابو بکر صدیق کا اپنے مرض الموت میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی زبان مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے واقعہ اور کفن دفن و یوم وفات کا ذکر درحقیقت اپنی وفات کے صدمہ پر صبر و تسلی کی تلقین کے ساتھ اپنی تجہیز و تکفین وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت و اتباع اور محبت کا اظہار تھا کہ میری وفات بھی یوم اثنین کو ہو اور کفن بھی تین کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت و متابعت میں ہو اسی لیے تو فرمایا کہ یہ قمیص دھو لو اور کفن میں دو کپڑے اور بھی شامل کر لینا۔

تو درحقیقت مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدمہ کو خیال میں لا کر میری موت کو کوئی بڑا صدمہ نہ سمجھیں علاوہ ازیں

حضرت عائشہؓ سے سوال کر کے اپنے کفن دفن کے معاملہ میں پوری یادداشت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع و موافقت کرانا مقصود تھا تاکہ اتباع و موافقتِ نبوی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وفات اور کفن کے متعلق غیر حاضری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کو دریافت کرنا ہوتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ابتدائی ہفتہ عشرہ میں اس قسم کی معلومات حاصل کرتے نہ کہ دو سال گزر جانے کے بعد اپنے مرض الموت میں اس قسم کا سوال کرتے۔

اب ان معروضات سے بخوبی یہ واضح ہو چکا کہ اہل سنت و اہل تشیع دونوں فریق کی کتابوں سے بتصریح ثابت ہے کہ بیعتِ خلافت کا معاملہ تو سوموار کے دن تھوڑے سے وقت میں طے پا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کی برکت سے شاگردانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کو انتشار و افتراق سے بچا کر متفقہ و متحدہ طور پر سب کو اپنے حبیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جنازہ و دفن میں شمولیت و شرکت کا شرف بخشا جس پر اہل سنت کی کثیر و کافی کتابوں کے علاوہ شیعہ مذہب کی بھی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص۵۲ اور مرآۃ العقول ج ۱ ص۲۷ کی روایاتِ معتبرہ شاہد ہیں کہ:۔

لم یبق احد من المهاجرین والانصار	مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جس نے

الا صلی علیہ   آں حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا

جنازہ نہ پڑھا ہو۔

اب ایسی تصریح کے بعد کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شریک نہ ہو بلکہ تمام کے تمام کو شمولیتِ جنازہ کا شرف حاصل ہوا۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اہلِ سقیفہ نے جنازہ نہ پڑھا۔ دوسرے انصار و مہاجرین نے پڑھا، اب تک تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہا جاتا تھا کہ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند ان کے اہل بیت و خواص کے اوروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جنازہ چھوڑ دیا۔

لٰہذا اب ان تصریحات کے بعد مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے بلکہ کھلم کھلا اور علانیہ کہنا چاہیے ماھذا الا بھتان عظیم کہ صحابہ کرام پر یہ صریح بہتان عظیم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق بات سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ وما توفیقی الا باللہ۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ناشر

شعبہ تالیف و تصنیف مدرسہ جامعہ عثمانیہ رجسٹرڈ محلہ فاروقیہ

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان
